پہلی قسط

قادیانیوں کا صد سالہ جشن......حقیقت کے آئینے میں

پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

مئی ۱۹۰۸ء میں قادیانی گروہ کا سربراہ مرزا قادیانی لاہور شہر میں جہنم واصل ہوا۔اس حوالے سے قادیانی ۲۰۰۸ء میں جشنِ صد سالہ منانے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ وہ اس سال کو اپنی صد سالہ کارگزاری فکر و فریب کو دنیائے اسلام کے سامنے اس طرح پیش کرنے کے منصوبے اور پروگرام وضع کرنے میں مصروف ہیں کہ جیسے اس ایک صدی میں انھوں نے اسلام اور اہلِ اسلام کی گراں قدر خدمات سرانجام دی ہوں۔ ظاہر ہے کہ اس سلسلے میں اُن کے سامنے بڑا وسیع پروگرام ہوگا۔ اس سال کو قادیانیت کی نشر و اشاعت اور اپنی دیرینہ روایات کے مطابق مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کر کے دنیا بھر کے ممالک کے عوام خصوصاً مسلمانوں کو کفر کی گود میں دھکیل کر اپنے خلاف اسلام منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں گے تاکہ ان کے ان سیاہ کارناموں کے طفیل دنیا کی عیسائی اور یہودی قوتیں ان پر مزید مہربانی اور امداد کے دروازے کھول دیں اور وہ پہلے سے بڑھ چڑھ کر خلافِ اسلام کارروائیوں کے ذریعے اہلِ اسلام کو مزید نقصان پہنچا سکیں۔ دوسرے الفاظ میں یہ بات بھی کہی جاسکتی ہے کہ جن مکروہ مقاصد کی خاطر اس فرقۂ ضالہ کی بنیاد انگریزی سامراج نے اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے رکھی تھی اور جس کی آبیاری یہودیوں نے ایک خطیر رقم خرچ کر کے کی وہ مقاصد ابھی پوری طرح حاصل نہیں ہوئے۔ ان کو تکمیل کے مراحل تک پہنچانے کے لیے اندرونِ پاکستان اور بیرونِ پاکستان دنیا کی عیسائی اور یہودی قوتوں کو ابھی قادیانیوں کے گھناؤنے، وحشی اور تاریک کردار کی اشد ضرورت ہے۔

بین الاقوامی سطح پر مسلم ممالک کی اس وقت جو صورت حال ہے وہ ایک الگ موضوع ہے جو اہلِ فکر و دانش کی نظر سے اوجھل نہیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی واضح ہے کہ امریکہ، برطانیہ اور اسرائیل کی سیاسی طور پر مضبوط و مستحکم ریاستیں دنیائے اسلام کے لیے کیا ارادے رکھتی ہیں۔ اس سے بھی زیادہ خطرناک بات جو اس وقت ہمارے نزدیک سب سے زیادہ توجہ کی متقاضی ہے وہ پاکستان کی سیاسی، معاشرتی اور معاشی حالت ہے جسے کسی بھی پہلو سے تسلی بخش نہیں کہا جاسکتا۔ ہر محبِّ وطن شہری ایک ایسی پریشانی میں مبتلا ہے جو الفاظ کے ذریعے بیان نہیں کی جاسکتی۔ پاکستان کے شہریوں کی اکثریت انتہائی پریشان کن، مہلک اور مشکل زندگی بسر کر رہی ہے۔ گھریلو پریشانیوں نے انھیں نڈھال کر کے رکھ دیا ہے پھر اس پر ملک کے ناگفتہ بہ حالات ان کی مزید پریشانی کا باعث ہیں۔ اندرون ملک صورت حال اس قدر بگڑ چکی ہے کہ نہ کسی کی جان محفوظ ہے نہ کسی کا مال حتیٰ کہ ایمان تک محفوظ نہیں ہے جس کی اہمیت جان اور مال سے زیادہ ہے۔ ایسے حالات میں قادیانیوں کا یہ

''جشن صد سالہ'' پاکستان اور دنیائے اسلام میں نہ جانے کیا گل کھلائے گا؟ اس کے تصور سے ہی ہر صحیح العقیدہ اور ذی شعور پاکستانی کانپ اٹھتا ہے۔

ذیل کے مضمون میں اس بات کی کوشش کی جائے گی کہ قادیانیت کے اصل خدو خال اس کے مقاصد سے پاکستان کے مسلمانوں اور دیگر مسلم ممالک کے اندر مسلمان آبادی کو متعارف کرایا جائے اور ان قادیانیوں کے جشن صد سالہ کے ڈھول کا پول کھول کر اس فرقے کا اصل چہرہ سامنے لایا جائے۔ اور مسلمانانِ عالم کو قادیانیوں کی ان کارستانیوں کے بارے میں بتایا جائے جو وہ اس ایک سو سال کے دوران یہودیوں اور عیسائیوں کی خوشنودی کی خاطر اسلام اور اہل اسلام کے خلاف کرتے چلے آئے ہیں۔ اسلام کے نام پر اسلام ہی کے خلاف یہ خطرناک تنظیم کیا کچھ کرتی رہی ہے اور اس تنظیم کے کیا ارادے ہیں۔ اس سلسلے میں امریکہ کے ان ارادوں کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے جو اس وقت پاکستان اور مسلم ممالک کے حالات سے بخوبی واضح ہوتے ہیں۔ عراق آگ میں جل رہا ہے۔ افغانستان کے اندر امریکہ نواز ''نیٹو'' کی فوجیں مسلمانوں کا قتل عام کر رہی ہیں۔ فلسطین کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے وہ بھی امریکہ کی مسلم دشمنی کا بیّن ثبوت ہے۔ کشمیر کا مسئلہ ہمارے فردِ واحد حکمران کی مہربانیوں سے سرد خانے کی نذر ہو چکا ہے۔ ہماری شمال مغربی سرحدوں پر جو کچھ ہو رہا ہے وہ اتنا خطرناک ہے کہ سوچتے ہیں تو بے اختیار آہ نکلتی ہے اور آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑتے ہیں۔ وہ لوگ جو ہر مشکل وقت میں ہمارا بازوئے شمشیر زن تھے، آج ہماری فوجوں کا نشانہ بن رہے ہیں۔ دونوں طرف سے ہمارے ہی آدمی جاں بحق ہو رہے ہیں۔ اس پر ستم یہ ہے کہ امریکہ اور اس کے حواری اس پر بھی خوش نہیں اور چاہتے ہیں کہ قادیانی جشن صد سالہ منا کر مسلمانوں اور دنیائے اسلام کے لیے مزید مشکلات پیدا کر کے انھیں نقصان پہنچائیں۔ اس کے لیے قادیانیوں کو امریکہ اور یہودیوں کی طرف سے ایک خطیر رقم بھی دیرینہ روایات کے مطابق مل جائے گی جس رقم کے ذریعے وہ مسلمانوں کو کافر بنانے، مسلمانوں کو مسلمانوں سے لڑانے اور ملتِ اسلامیہ کے باقی ماندہ اتحاد کو پارہ پارہ کرنے پر خرچ کریں گے اور یہی وہ کام ہے جو قادیانی پچھلی ایک صدی کے دوران کرتے رہے ہیں۔ جسے ہم ذیلی عنوانات کے تحت نذرِ قارئین کرتے ہیں،

(۱) قادیانیت سامراجی ضرورت:

قادیانیت پر کچھ بھی تحریر کرنے یا پھر پڑھنے سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ قادیانیت ایک اہم سیاسی طاقت ہے جسے خود برطانوی سامراج نے اپنے مخصوص مقاصد کے لیے پروان چڑھایا، اب اسے اسرائیل اور امریکہ اِنھی مقاصد کے لیے استعمال میں ہو رہا ہے جو مقاصد برطانوی سامراج کے پیش نظر تھے۔ مذہب کے روپ میں یہ سیاسی طائفہ برطانوی، یہودیوں اور امریکی قوتوں کا آلۂ کار بن کر ایک صدی سے ملتِ اسلامیہ کے خلاف برسرِ پیکار ہے۔

مرزا غلام احمد اور اس کی قادیانی جماعت کا سارا کام ایک سیاسی کام ہے جس کا احیائے اسلام کے ساتھ نہ تو کبھی واسطہ رہا ہے اور نہ ہی کسی زاویے سے اس کا دین اسلام کے ساتھ کوئی سروکار ہے۔ برطانیہ جو ملتِ اسلامیہ کی یکجہتی، جمال الدین افغانیؒ اور علامہ اقبالؒ کی تحریک ''اتحاد بین المسلمین'' (پین اسلام ازم) کو اپنے لیے انتہائی خطرناک تصور کرتا تھا۔ اور اب بھی کرتا ہے۔ اسی تحریک کو پارہ پارہ کرنے اور مسلمانوں کے دلوں سے جذبۂ جہاد، جس سے وہ خائف تھا اور اب اسرائیل

اورامریکہ دونوں خائف ہیں، اس تحریکِ ملّی اور جذبۂ جہاد کو ختم کرنے کے لیے سیاسی بساط پر مذہبی لبادے میں قادیانیت کو ایک سیاسی مہرے کے طور پر استعمال کرتا رہا ہے اور اب بھی یہ تینوں طاقتیں جو کہ اسلام دشمنی میں اپنی مثال نہیں رکھتیں، قادیانیوں کو استعمال کرنے میں پیش پیش ہیں۔ یہ صد سالہ جشن جو قادیانیوں کی طرف سے منایا جارہا ہے، اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

مرزا غلام احمد کا ہر دعویٰ خواہ وہ مجددیت کا ہو یا پھر مسیحیّت، نبوت یا رسالت کا ہو، کے پیچھے محض سیاسی مقاصد کی کارفرمائی ہے اور مذہب کے ساتھ اس کا کوئی تعلق یا واسطہ نہیں۔ قادیانیت کی یہ مکروہ تحریک مذہب کے نام پر مذموم سیاسی مقاصد کے لیے ہمیشہ برطانوی، اسرائیلی اور امریکی اشاروں کے تحت ملت اسلامیہ کے خلاف استعمال ہوتی رہی ہے اور اس وقت بھی ہو رہی ہے اور جب تک برطانوی، اسرائیلی اور امریکی استعمار دنیا کے اندر اپنی انفرادیت کو قائم رکھ سکا قادیانیت ان کے اشاروں پر یونہی ناچتی رہے گی۔ جس طرح آج ناچ رہی ہے یا گزشتہ ایک صدی سے ناچتی آرہی ہے۔ جس بات کا یہ صد سالہ جشن قادیانیوں کی طرف سے آج منایا جارہا ہے یہ اسی ناچ کی ہی داستان ہے۔ لہٰذا قادیانیت کے موضوع پر مطالعہ کرنے والے حضرات کو کبھی بھی اپنے ذہن کے کسی گوشے میں یہ خیال نہیں رکھنا چاہیے کہ قادیانیت ایک مذہب ہے، بلکہ یہ مذہب کے نام پر ایک سیاسی طاقت ہے جو سامراجی قوتوں کی پیدا کردہ ہے اور اسلام اور اہل اسلام کے خلاف گزشتہ ایک صدی سے برسرِ پیکار ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں اسی مؤقف کو ذیلی عنوانات کے تحت پیش کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) قادیانیت اور عقیدۂ ختمِ نبوت (دین سے بغاوت):

اگرچہ قادیانیت انگریزوں کی ایک سیاسی ضرورت تھی اور اب بھی ہے، جس کو سیاست کے محاذ پر بڑی چابکدستی سے استعمال کیا گیا۔ تاہم اس کا مذہبی پہلو بھی اپنی تمام تر جعل سازی کے باوجود مسلمانوں کی گمراہی کے لیے ایک خطرناک چال ہے جس نے مجلس احرار اسلام کو بڑی شدت کے ساتھ قادیانیت کے خلاف اسلامی عقائد کے محاسبے کے لیے مجبور کردیا۔ مجلس احرار اسلام نے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت میں اسی نوعیت کا ملی فریضہ سرانجام دیا ہے جو دین الٰہی کے خلاف اس وقت کے معروف اور مقتدر دینی شخصیت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے سرانجام دیا تھا۔ اکبر کے دین الٰہی جو سرزمین پاک و ہند پر مسلمانوں کے ملّی تشخص کو تباہ و برباد کرنے کی پہلی سازش تھی، میں بھی یہی صورت حال تھی۔ دراصل ابوالفضل اور فیضی دونوں مل کر اکبر اعظم کے ایماء پر ملک کے اندر ایسے حالات پیدا کرنا چاہتے تھے کہ مسلمانوں کی عقیدت و محبت کا مرکز و محور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس نہ رہے۔ جس کے بعد مسلمانوں کو لادینیت کی جانب دھکیلنا یا پھر انھیں گمراہ کرنا کوئی مشکل نہیں رہتا۔ اگر انسان کی نجات کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہی پر ایمان لانا ضروری نہیں رہتا جو دین الٰہی کا ایک بنیادی عقیدہ قرار دیا گیا تھا تو پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاذ اللہ کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب اور مقام کی جو حیثیت و اہمیت مسلمانوں کے دل میں موجود ہے وہ باقی نہیں رہتی اور یہی صورت اس وقت بھی پیدا ہوئی ہے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے شخص کو نبی تسلیم کرلیا جائے۔ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبی آسکتے اور دین اسلام میں ترمیم و اضافہ ممکن ہے تو پھر مسلمانوں کی نہ وہ مرکزیت رہتی ہے اور نہ ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مقام و مرتبہ قائم رہتا ہے جسے ہر حال میں قائم رکھنا دین اسلام کا بنیادی تقاضا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اب توحیدِ الٰہی پر بھی ایمان لانے سے پہلے رسالتِ محمدی پر ایمان لانا ضروری ہے۔ جو لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان نہیں لاتے ان کی توحید بھی اللہ کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح ایمان لانا دین اسلام میں شامل ہونے کے لیے ضروری ہے۔ اس سے زیادہ ضروری آپ کو خاتم النبیین تسلیم کرنا ہے، جو آپ کے مقام و مرتبہ کی نشان دہی کرتا ہے اس کو واضح کرنے کے لیے بطور مثال یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ جس طرح کوئی شخص یہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کو تسلیم کرتا ہوں کہ وہ ہستی خالق کُل کائنات ہے اور زندگی و موت اسی کے ہاتھ میں ہے لیکن میں اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک تسلیم نہیں کرتا تو ظاہر ہے ایسا شخص سرے سے مسلمان ہی نہیں رہتا خواہ وہ مسلمانوں کے تمام شعائر کو اپنی عملی زندگی میں اختیار بھی کر لے۔ اگر یہی شخص یہ کہہ دے میں اللہ تعالیٰ کو تسلیم کرتا ہوں اس کے باوجود مجھے مسلمان' مسلمان نہیں مانتے تو اس کے جواب میں کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ویسے تسلیم کرو جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہیں بالکل اسی طرح ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول تو تسلیم کرتا ہے لیکن آپ کی ذاتِ اقدس کو خاتم النبیین تسلیم نہیں کرتا اور آپ کے بعد کسی دوسرے کو کسی بھی حیثیت میں نبی مان لیتا ہے تو اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ ایسا شخص اس طرح ایمان نہیں رکھتا، آپ کی تعلیمات کے مطابق آپ پر ایمان نہیں لانا چاہیے تھا۔ کیونکہ ختم نبوت کے عقیدے پر ایمان لائے بغیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ متعیّن ہی نہیں ہوتا اور جب تک آپ کے مقام و مرتبہ کو تسلیم نہ کیا جائے۔ آپ کے کلام و پیغامِ نبوت کو تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ مسیلمہ کذاب بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول تسلیم کرتا تھا، اس کے باوجود اس کے خلاف فوج کشی ہوئی تو محض اس لیے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کا انکاری تھا اور دعویٰ کرتا تھا کہ آپ بھی نبی ہیں اور میں بھی نبی ہوں۔ قادیانیوں کا بھی یہی معاملہ ہے یہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول تسلیم کرنے کے بعد آپ کے خاتم النبیین ہونے کو تسلیم نہیں کرتے اور آپ کے بعد مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں۔ پھر یہ بات بھی قارئین کرام کے پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ قادیانی مرزا غلام احمد کے بعد کسی کو نبی نہیں تسلیم کرتے، حالانکہ ان کی اپنی جماعت میں سے کئی لوگوں نے دعویٰ نبوت کیا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ جس طرح ہم مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت ختم گردانتے ہیں، اسی طرح قادیانی مرزا غلام احمد پر سلسلۂ نبوت کو ختم کرتے ہیں یعنی قادیانیوں کے ہاں مرزا غلام احمد آخری نبی ہے جو صریحاً اسلام اور اہلِ اسلام کے خلاف بغاوت ہے اور دینِ اسلام کے خلاف ویسی ہی سازش ہے جس طرح اکبر کا ''دینِ الٰہی'' ایک سازش تھی۔ ہندوستان کی سرزمین پر ایسی ہی ایک اور سازش ''تحریک بھگتی'' کے نام سے بھی مشہور ہے۔ اس تحریک میں بھی اللہ تعالیٰ کی پرستش پر تو زور دیا گیا مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت یا پھر ان کی ختم نبوت کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ ان سب سازشوں کا مقصد اولیٰ مسلمانوں کی ملی شناخت کو مجروح کرنا اور مسلمانوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و ایمان کا دامن چھڑانا ہے۔ جس کے بعد سرے سے کوئی شخص مسلمان ہی نہیں رہتا۔ علامہ اقبالؒ نے اسلام کے بنیادی عقیدے کو اس طرح بیان کیا ہے۔:

''اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے جس کی حدود مقرر ہیں یعنی وحدتِ الوہیت پر ایمان اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم رسالت پر ایمان دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے

درمیان وجہِ امتیاز ہے اور اس کے امر کے لیے فیصلہ کن ہے۔ فرد یا گروہ ملتِ اسلام میں شامل ہے یا نہیں۔ مثلاً ''ہرہمو'' خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں لیکن انھیں ملتِ اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعے وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ ختم نبوت کو نہیں مانتے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی اسلامی فرقہ اس حدِ فاصل کو عبور کرنے کی ہمت نہیں کرسکا۔ ایران میں بہائیوں نے ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلایا لیکن ساتھ ہی انھوں نے یہ بھی تسلیم کرلیا کہ وہ ایک الگ جماعت ہیں اور مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام بحیثیت دین کے خدا کی طرف سے ظاہر ہوا لیکن اسلام بحیثیت سوسائٹی یا ملت کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا مرہون منت ہے۔ میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو اس کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کرلیں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہوتا کہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں'' (یہ علامہ اقبالؒ کے اس خط سے اقتباس ہے جو ۱۰رجون ۱۹۳۵ء کے روزنامہ ''اسٹیٹیمن'' کے شمارے میں اشاعت پذیر ہوا)۔

اسی طرح آپ نے اشعار میں بھی ختم نبوت کی اہمیت کو اس طرح واضح کیا۔ ؎

پردۂ ناموسِ دینِ مصطفیٰ است　　لا نبی بعدی ز احسانِ خدا است
حفظِ سرِّ وحدت از اُو　　قوم را سرمایۂ قوت از اُو
نعرۂ اُو قوم بعدی می زند　　دل ز غیر اللہ مسلماں می کُند

ختم نبوت کے بغیر رسالت کا عقیدہ مکمل نہیں ہوتا۔ یہ رسالت کا ہی معجزہ ہے کہ بے شمار نسلوں اور بے شمار ثقافتوں کے لوگ ایک مرکز پر آ کر ہم نوا اور ہم مدعا ہوجاتے ہیں۔ کثرت ایک نقطۂ وحدت میں گم ہو کر سرخرو ہوتی ہے اور یہی وہ وحدت ہے جو ہمارے دل دماغ میں رچ بس گئی ہے اور ہم زندۂ جاوید ہوگئے ہیں۔ اب افراد آتے جاتے رہیں گے۔ زمانہ اپنے تغیرات کے ساتھ رواں دواں رہے گا۔ لیکن ملتِ اسلامیہ ان حالات سے بے نیاز ہو کر محض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بل بوتے پر ہمیشہ قائم ودائم رہے گی۔ یہ سب کچھ اس لیے ہوگا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دین مکمل ہوگیا ہے۔ جیسے آپ خاتم النبیّن ہیں ویسے آپ کی امت خاتم الامم ہے۔ ملتِ اسلامیہ کے علاوہ جتنی بھی دنیا کے اندر دوسری اقوام ہیں یا آئندہ چل کر قائم ہوں گی۔ وہ سراسر آئینِ فطرت کے خلاف ہوں گی۔ یہ اس لیے کہ یا تو وہ نسل کی بنیاد پر قائم ہوں گی یا وطن کی بنیاد پر لیکن یہ سب بنیادیں ملتِ اسلامیہ کی بنیاد کے سامنے اس قدر کمزور اور بے جان ہیں کہ ان کا ہمیشہ کے لیے برقرار رہنا ایک ناممکن سی بات ہے۔ حق کے مقابلے میں باطل کی عمر ہمیشہ کم رہی ہے۔ اب کوئی نیا نبی یا نئی قوم اسلامی تعلیمات سے بڑھ کر اپنے اندر وسعت، گہرائی یا کشش پیدا نہیں کرسکتی۔ بلکہ نئی قوم، نئے مذہب سے انسان کے اندر مزید تفرقہ وتفریق پیدا ہوگی۔ یوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پوری انسانیت کے لیے سراپا رحمت ہے کہ جس کے دم سے نہ صرف ملتِ اسلامیہ بلکہ ایک طرح سے پوری انسانیت قیامت تک کے لیے مختلف طبقوں اور فرقوں میں بٹنے سے محفوظ و مامون

ہوگئی ہے۔ یہی بات آپ کے رحمت اللعالمین کی شان کو اجاگر کرتی ہے۔ گویا آپ کے خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے رحمت اللعالمین ہونے کی صفت قائم ہے بقول علامہ اقبالؒ ؎

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد　　　بر رسول ما رسالت ختم کرد
رونق از ما محفلِ ایّام را　　　اُو رُسل را ختم و ما اقوام را
خدمتِ ساقی گری با ما گزاشت　　　داد ما را آخری جامہ کہ داشت

دین اسلام کے اس بنیادی عقیدے پر قادیانی جماعت ایک کاری ضرب لگانا چاہتی تھی۔ اکابر احرار (اللہ تعالیٰ ان کی قبروں کو اپنے نور سے منور کرے) جو دین کی روح اور اسلام کے مزاج سے پوری طرح واقف تھے قادیانی تحریک کے خلاف سینہ سپر ہوگئے۔ ایک طویل جدوجہد کے بعد قادیانی جماعت کو ان کے صحیح سیاسی و مذہبی مقام پر لا کھڑا کیا کہ اب دنیا بھر میں انھیں اسلام کے نمائندے کی بجائے ایک استعماری قوت کے طور پر تسلیم کیا جانے لگا ہے۔ جو صریحاً اسلام کے خلاف بغاوت کا نشان بن کے رہ گئی ہے۔ خود معاشرے کے اندر قادیانیوں کا مقام کیا ہے؟ اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ قادیانی ایک گالی بن گئے ہیں جسے کوئی شریف انسان برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں۔

چنانچہ یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ اسلام کے خلاف یہ بغاوت پچھلی ایک صدی سے اپنا کاروبار چلاتی چلی آرہی ہے، جس کا مقصد صرف ایک ہے کہ مسلمانوں کو جنت کے مقدر سے نکال کر جہنم کی آگ کا ایندھن بنا دیا جائے۔ پچھلی ایک صدی سے ہزاروں نہیں لاکھوں مسلمانوں کو قادیانی بنا کر انھیں جہنم کا ایندھن بنانے پر جشن صد سالہ منانے کا کیا جواز باقی رہتا ہے۔ اس کا اندازہ آپ خود کرسکتے ہیں۔ قادیانیوں کو اس جسارت پر یہی کہا جاسکتا ہے:

ہے کیا کہ کس کے باندھیے میری بلا ڈرے
کیا جانتا نہیں ہوں تیری کمر کو میں

(جاری ہے)

علماءِ حق کا ترجمان
المیزان
ناشران و تاجرانِ کتب
دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ
دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور　042-7122981-7212762